تیسرا باب

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئینی ارتقاء
CONSTITUTIONAL DEVELOPMENT IN ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

1۔ آئین کی ضرورت:

قوانین وقواعد وضوابط کے ایسے مجموعے کو آئین یا دستور کہا جاتا ہے، جو کسی ملک یا ریاست کا نظام یا کاروبارِحکومت چلانے کے لیے مرتب کیا جاتا ہے۔ اِس کا مقصدِ اوّل یہ ہوتا ہے کہ اُس ملک یا ریاست کے عوام آزاد، منظّم، پرُامن اور خوشحال زندگی گزار سکیں۔

اگر تاریخ اِنسانی پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی دور کا اِنسان چھوٹے کنبہ کی صورت میں رہتا تھا۔ ہر کنبہ یا خاندان کے اپنے قواعد وضوابط اور طرزِ زندگی ہوتا تھا۔ بعد میں بہت سے کنبوں نے مل کر چھوٹا یا بڑا قبیلہ بنالیا تا کہ اپنی بے شمار معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور دفاعی ضروریات کو باہمی طور پر پورا کیا جائے۔ اِس کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ اور آبادی میں اضافے کی وجہ سے اُنھوں نے یہ محسوس کیا کہ وہ کسی خاص علاقے میں زیادہ بڑی اکائیوں میں خود کو منظّم کریں۔ ایسی قلمرو یا علاقے کی اساس زبان، تہذیب وثقافت اور رسوم ورواج پر تھی۔ اِسی کے نتیجے میں مختلف ممالک اور ریاستیں وجود میں آئیں۔ کسی بھی ملک یا ریاست کا نظام یا کاروبارِحکومت چلانے کے لیے کئی ادارے وجود میں آتے ہیں اور ہر ادارے کے لیے قواعدِ وضوابط مرتب کیے جاتے ہیں۔ اِن اداروں کو چلانے کے لیے کچھ افراد کا تقرر کیا جاتا ہے۔ اِس طرح ایک نظامِ حکومت وجود میں آتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ادارے اور افراد مل کر حکومت بناتے ہیں۔ یہ حکومت پھر قواعد وقوانین وضوابط کو یکجا کرتی ہے۔ اِن قواعد وقوانین وضوابط کے مجموعے کو جن کی روشنی میں کاروبارِحکومت چلایا جاتا ہے اور جو حکومت کے مختلف شعبوں کے اختیارات اور اُن کے باہمی تعلقات نیز شہریوں کے حقوق کا تعین کرتے ہیں، آئین یا دستور کہتے ہیں۔ اِسی لیے کاروبارِحکومت چلانے کے لیے ایک آئین یا دستور کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ کوئی بھی شخص آئین میں دی گئی حدود کو پار نہ کر سکے۔ اِس پوری گفتگو کا خلاصہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:

(i) چھوٹے کنبے قبائل میں بدل گئے۔

(ii) قبائل ریاست یا مملکت میں ضم ہوگئے۔

(iii) ریاست کو کاروبارِ حکومت چلانے کے لیے اداروں اور شعبوں کی ضرورت تھی۔

(iv) شعبوں، اداروں اور افراد نے مل کر حکومت تشکیل دی۔

(v) کاروبارِ حکومت چلانے کے لیے قاعدے، قوانین اور ضابطے بنائیں گے۔

(vi) ان قاعدوں، قوانین اور ضوابط کے مجموعے کو آئین یا دستور کہا جاتا ہے۔

اِس لیے حکومت کے معاملات کو چلانے کے لیے آئین اور دستور کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس کا واضح مقصد یہ ہے کہ قانون کی نگاہ میں سب برابر ہیں اور جو کوئی اِن قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے اُس کو اُس کے انجام تک پہنچایا جائے۔

جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اِس کی فوری اور اشد ضرورت یہ تھی کہ آئین بنایا جائے۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک نیا آئین اور دستور نہیں بنتا ہے اُس وقت تک حکومتِ ہند قانون 1935ء (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء) کو چند ضروری اصلاحات کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر قبول کرلیا جائے۔

2۔ قراردادِ مقاصد 1949ء

پاکستان کے آئینی ارتقاء کی تاریخ میں قراردادِ مقاصد ایک انتہائی اہم دستاویز اور آئین سازی میں بنیادی قدم ہے۔ اُسے 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا گیا۔ اِس قرارداد میں اسلام کو پاکستان کی اساس قرار دیا گیا ہے۔ اس قراردادِ مقاصد میں کہا گیا کہ تمام اختیارات اور اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جمہوریت، آزادی، مساوات اور معاشرتی انصاف کے وہ سنہرے اصول وتصورات جو اسلام نے پیش کیے ہیں نافذ کیے جائیں گے تاکہ لوگ اپنی زندگیوں کو اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھال سکیں۔ اسلامی تصورات کے نفاذ پر اِس لیے اصرار کیا گیا کیوں کہ جدوجہدِ پاکستان کا مقصد ہی یہ تھا کہ برصغیر کے مسلم عوام کو ایک ایسی ریاست مل جائے جہاں وہ اپنے دین و مذہب کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ اس لیے یہ انتہائی ضروری تھا کہ اسلام کو حکومت اور ریاستی پالیسی کی بنیاد بنایا جائے۔

قراردادِ مقاصد 1949ء کے نمایاں خدوخال:

(i) اِس قرارداد میں اِس بات کی وضاحت کردی گئی کہ ساری کائنات کا مالک اور مقتدرِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ اقتدار مسلمانوں کے پاس اللہ کی امانت ہے اور اِس اقتدار کو اسلام کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر استعمال کیا جائے گا جو عوام کے منتخب نمائندے استعمال کریں گے۔

(ii) اسلام کے پیش کردہ جمہوریت، مساوات اور عدلِ اجتماعی (معاشرتی عدل) کے اصول اور تصورات ملک میں نافذ کیے جائیں گے۔

(iii) مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں قرآنِ مجید اور سنت میں پیش کردہ اصولوں کے مطابق گزارنے کے لیے بہتر اور مناسب ماحول فراہم کیا جائے گا۔

(iv) تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ اُن کو اپنے اپنے مذاہب کی پیروی کرنے اور اپنی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے پوری آزادی ہوگی۔

(v) پاکستان ایک وفاقی ریاست ہوگا۔ آئین میں متعین کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے تمام صوبوں کو خودمختاری حاصل ہوگی۔

(vi) عوام کے بنیادی حقوق اور عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنایا جائے گا۔

قراردادِ مقاصد کی منظوری کے بعد پہلی دستور ساز اسمبلی نے آئین سازی کا کام شروع کر دیا۔ دستور ساز اسمبلی نے کئی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ اس موضوع پر تفصیلی مطالعے اور گہرے غور وخوص کے بعد اِن کمیٹیوں نے اپنی سفارشات رپورٹ کی صورت میں دستور ساز اسمبلی کو پیش کر دیں۔ لیکن یہ سفارشات شرمندہ تعبیر نہ ہوسکیں بلکہ گورنر جنرل غلام محمد نے 24 اکتوبر 1954ء کو دستور ساز اسمبلی کو ہی توڑ دیا۔ پس اس دستور ساز اسمبلی کی سات سال کی عمر (1947ء تا 1954ء) کے دوران ملک کے لیے آئین نہیں بنایا جاسکا۔ اِس کی وجوہات میں سیاسی بحران و عدم استحکام اور سیاسی جماعتوں کی اقتدار کے لیے جنگ شامل ہیں۔

3۔ 1956ء کا آئین:

جون 1955ء میں دوسری دستور ساز اسمبلی منتخب ہوئی اور آئین سازی کا کام شروع ہوا اور ایک سال سے بھی کم عرصے میں ملک کا آئین تیار کیا گیا، جو 23 مارچ 1956ء کو نافذ ہوا۔

1956ء کے آئین کے نمایاں خدوخال:

(i) اِس آئین کے ابتدائیہ میں یہ کہا گیا کہ حاکمیت اور اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔

(ii) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظامِ حکومت قائم کیا گیا۔

(iii) گورنر جنرل کی جگہ صدر نے لے لی۔

(iv) حکومت کے وفاقی نظام کے تحت مرکز اور پاکستان کے دونوں صوبوں یعنی سابقہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان اختیارات کا تعین کیا گیا۔

(v) اِس بات کی ضمانت دی گئی کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے تمام مواقع مہیا کیے جائیں گے۔

(vi) حکومتِ پاکستان دنیا کے تمام مسلم ممالک سے قریبی اور دوستانہ تعلقات قائم کرے گی۔

(vii) سربراہِ مملکت ایک مسلمان ہوگا۔

(viii) کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کیا جائے گا جو اسلامی اصولوں (قرآن وسنّت) کے خلاف ہو اور اگر ایسا کوئی قانون موجود ہوگا تو اُس میں ترمیم کی جائے گی۔

(ix) صدر پاکستان ایک کمیشن تشکیل دیں گے جو تمام موجودہ قوانین کا جائزہ لے گا اور اِن میں ضروری ترامیم کی سفارش کرے گا۔

(x) غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کو مناسب تحفظ فراہم کیا گیا۔

1956ء کا آئین بدقسمتی سے صرف ڈھائی سال تک نافذ رہا۔ سیاسی سازشوں، باہمی چپقلش اور ملک کی بدتر اقتصادی صورتِ حال نے فوج کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ ملک کا نظم ونسق سنبھال لے۔ 7 اکتوبر 1958ء کو مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ افواجِ پاکستان کے سپہ سالار (کمانڈر انچیف) جنرل محمد ایوب خان نے حکومتِ پاکستان کے اختیارات سنبھال لیے۔ 1956ء کا آئین منسوخ کر دیا گیا اور تمام وفاقی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی گئیں۔ اس طرح پاکستان پھر تقریباً تین سال آٹھ ماہ تک بے دستور ملک رہا۔

4۔ 1962ء کا آئین:

جنرل محمد ایوب خان نے ایک نیا آئین تیار کروایا جسے 8 جون 1962ء کو ملک میں نافذ کیا گیا۔ ملک سے مارشل لا اُٹھالیا گیا۔ اِس آئین کو 1962ء کا آئین کہا جاتا ہے۔

1962ء کے آئین کے نمایاں خدوخال:

(i) قراردادِ مقاصد۔1949ء کو آئین کے ابتدائیہ (Preamble) میں شامل کیا گیا۔

(ii) عوامی نمائندے قرآن وسنّت کی مقرر کردہ حدود کے اندر اپنے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں۔

(iii) 1962ء کے آئین میں پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا تھا۔

(iv) قرآن وسنّت کے خلاف کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا۔ عوام کو تمام مواقع اور سہولتیں مہیا کی جائیں گی تاکہ وہ قرآن وسنّت کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزار سکیں۔

(v) اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ قوانین میں غیر اسلامی دفعات کی نشاندہی کرے اور اِن قوانین میں ایسی ترامیم کی سفارش کرے جو اُنھیں اسلامی اصولوں (قرآن و سنت) کے مطابق ڈھال دے۔

(vi) تمام اختیارات ایک فرد یعنی صدر کی ذات میں جمع کر دیے گئے۔

(vii) ملک میں صدارتی طرزِ حکومت رائج کیا گیا۔

(viii) بنیادی جمہوریت کے نظام کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔

(ix) صدر، قومی وصوبائی اسمبلی کے اراکین کے لیے انتخابات کا بالواسطہ نظام رائج کیا گیا۔

1962ء کا آئین تقریباً سات سال تک نافذ رہا کہ اچانک 1968ء کے آخر اور 1969ء کے اوائل (دسمبر 1968ء تا مارچ 1969ء) میں صدر ایوب خان کی حکومت کے خلاف اور ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لیے عوام نے ایک زبردست تحریک چلائی۔ پورے ملک میں تشدد کی لہر پھیل گئی۔ شدید فسادات، ہنگاموں اور شورشوں کے باعث 25 مارچ 1969ء کو صدر ایوب نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا اور اُس وقت کے برّی افواج کے کمانڈر انچیف جنرل یحیٰی خان نے 1962ء کے آئین کو منسوخ کر دیا اور ملک میں دوبارہ مارشل لا نافذ کر دیا۔

5۔ 1973ء کا آئین

مارچ 1969ء میں مارشل لا کے نفاذ کے وقت یہ وعدہ کیا گیا کہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب پاکستان کی نئی دستور ساز اسمبلی ایک نیا آئین تیار کرے گی۔ اِس مقصد کے لیے مارچ 1970ء میں ''لیگل فریم ورک آرڈر'' (ایل ایف او) جاری کیا گیا۔ ایل ایف او میں صوبائی اور قومی اسمبلی کے اراکین کی تعداد اور انتخابات کے انعقاد کے لیے ہدایات فراہم کی گئی تھیں اور آئین کی تیاری کے لیے بنیادی اصول طے کر دیئے گئے۔

دسمبر 1970ء میں ملک میں عام انتخابات منعقد ہوئے تاکہ منتخب نمائندے ملک کے لیے آئین بناسکیں۔ بدقسمتی سے انتخابات کے انعقاد کے فوراً بعد ملک میں زبردست سیاسی بحران اور ہل چل پیدا ہوگئی جس کا بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان متحدہ پاکستان سے علیحدہ ہوگیا۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے نام سے ایک علیحدہ آزاد ملک بن گیا۔

مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد مغربی پاکستان کے منتخب اراکین کو نیا آئین بنانے کے لیے کہا گیا۔ حکومت اور

حزبِ اختلاف کے نمائندوں پر مشتمل 25 اراکینِ اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے سپرد یہ کام دیا گیا کہ وہ ملک کے لیے مستقل آئین کا مسودہ تیار کرے۔ کمیٹی کا تیار کردہ مسودہ اپریل 1973ء میں منظور کر لیا گیا اور 14 اگست 1973ء کو یہ آئین ملک میں نافذ کر دیا گیا۔

1973ء کے آئین کے نمایاں خدوخال:

(i) 1973ء کے آئین کی بنیاد بھی قراردادِ مقاصد پر رکھی گئی تھی۔

(ii) ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا اور اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔

(iii) مسلمان کی تعریف کو آئین کا حصہ بنایا گیا اور یہ کہا گیا کہ ''ایسا شخص مسلمان ہے جو اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کے آخری نبی ہونے پر کامل ایمان رکھتا ہو''۔

(iv) سربراہِ مملکت یعنی صدر اور سربراہِ حکومت یعنی وزیرِ اعظم مسلمان ہوں گے۔

(v) قراردادِ مقاصد کو آئین میں ابتدائیہ (Preamble) کے طور پر شامل کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ تمام کائنات کا مالک، حاکمِ اعلیٰ اور مقتدرِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے اور عوام کے پاس اختیار و اقتدار اللہ کی امانت ہے جس کو وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کر سکتے ہیں۔

(vi) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام رائج کیا گیا۔ وزیرِ اعظم کو بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے۔ صدرِ مملکت کے اختیارات کو بہت محدود کر دیا گیا۔ عملی طور پر صدرِ مملکت وزیرِ اعظم کی رضامندی کے بغیر اہم احکامات جاری نہیں کر سکتا تھا۔

(vii) پاکستان میں پہلی مرتبہ دو ایوانوں پر مشتمل پارلیمان قائم کی گئی۔ ایوانِ بالا کا نام سینیٹ اور ایوانِ زیریں کا نام قومی اسمبلی رکھا گیا۔

(viii) صوبائی حکومتوں کو صوبائی خودمختاری دی گئی۔

(ix) عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے عدلیہ کی آزادی کے لیے ضروری تحفظات مہیا کیے گئے۔

(x) آئین کی رو سے ایک اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی تاکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت کی رہنمائی کرے۔ یہ ایک مشاورتی ادارہ ہے جو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ایسے اقدام کے لیے سفارشات پیش کرتا ہے جو مسلمانوں کو اسلامی اصولوں وضوابط کے مطابق زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہوں۔ یہ کونسل موجودہ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے بھی اپنی رائے دے سکتی ہے۔

(xi) مسلم ممالک سے قریبی تعلقات قائم کرتے ہوئے اسلامی اتحاد و اتفاق و یک جہتی کو پروان چڑھانا۔

(xii) اسلامی تعلیمات اور عربی زبان کو فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات کرنا۔

6۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی:

14 اگست 1947ء کو پاکستان دو حصوں میں وجود میں آیا، یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت تک یہ ایک ہی ملک رہا۔ مشرقی پاکستان کے زوال یا علیحدگی کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

(i) مشرقی اور مغربی پاکستان کا جغرافیائی محلِ وقوع:

پاکستان کا ان دونوں حصوں کے درمیان تقریباً سولہ سو کلومیٹر کا فاصلہ تھا اور درمیان میں بھارت اور سمندر حائل ہے اسی لیے دونوں حصوں کے عوام ایک دوسرے کے زیادہ قریب نہیں آ سکے۔ اس کی وجہ سے مشرقی اور مغربی پاکستان کے عوام کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ بھارت نے کبھی بھی برصغیر کی تقسیم اور قیامِ پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ اُس نے ان غلط فہمیوں کا فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا اور مشرقی پاکستان کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اُس نے مغربی پاکستان کے خلاف من گھڑت اور جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ اِس پروپیگنڈہ نے دونوں صوبوں کے عوام میں بداعتمادی پیدا کر دی جس سے شدید نقصان پہنچا۔

(ii) معاشرتی اور سماجی ڈھانچے میں فرق:

دونوں صوبوں کے عوام کے مسائل بہت مختلف تھے۔ اِس لیے اُن کے مابین ایک دوسرے سے آگاہی پروان نہیں چڑھ سکی۔ مشرقی پاکستان کے افسران کا رویہ زیادہ دوستانہ تھا اور وہ عوام کے زیادہ قریب تھے۔ اُنھوں نے اپنے عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے مقابلے میں مغربی پاکستان کے افسران مشرقی پاکستان میں تعینات کیے جاتے تھے۔ اُن کا رویہ مشرقی پاکستان کے عوام کے ساتھ بالکل مختلف اور جداگانہ ہوتا تھا۔ وہ عوام سے فاصلہ کے اصول پر عمل کرتے تھے۔ اِس کی وجہ سے مغربی پاکستان کے خلاف نفرت کا احساس پیدا ہوا۔ مشرقی پاکستان کے عوام یہ سمجھتے تھے کہ اُنھیں حکومت کے عمل دخل اور نظم و نسق میں جائز اور حقیقی حصہ دار نہیں بنایا گیا ہے۔

(iii) مارشل لا:

بار بار مارشل لا کے نفاذ نے بھی مشرقی پاکستان کے عوام میں احساسِ محرومی پیدا کر دیا تھا۔ جنرل محمد ایوب خان

سیاستدانوں کو یہ الزام دیتے تھے کہ وہ پارلیمانی حکومت کی ناکامی کے ذمہ دار ہیں جب کہ عوامی رہنما یہ یقین رکھتے تھے کہ پارلیمانی نظامِ حکومت کے قیام میں مارشل لا سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اِس طرح ملک میں جمہوریت پروان نہیں چڑھ سکی۔

(iv) زبان کا مسئلہ:

سرکاری زبان کے مسئلے پر مشرقی پاکستان کے عوام کو وفاقی حکومت کی پالیسی سے اختلاف تھا۔ حکومت کے خلاف مظاہرے ہوئے اور کئی بنگالی طلبا کی جان قربان ہوگئی۔ اس سے بھی بنگالیوں کے ذہنوں میں اشتعال پیدا ہوا۔

(v) صوبائی خودمختاری:

مشرقی پاکستان مکمل صوبائی خودمختاری چاہتا تھا۔ اس مطالبے کو اُس وقت تک تسلیم نہیں کیا گیا جب تک بھارت نے 1971ء میں مشرقی پاکستان پر حملہ نہیں کر دیا۔ اگر یہ مطالبہ پہلے ہی تسلیم کر لیا جاتا تو شاید مشرقی پاکستان علیٰحدہ نہ ہوتا۔

(vi) معاشی اور اقتصادی محرومی اور پروپیگنڈہ:

عوامی لیگ کے قائد شیخ مجیب الرحمٰن نے بنگال میں یہ پروپیگنڈہ اور تشہیر کرنا شروع کر دیا کہ بنگالیوں کو معاشی اور اقتصادی طور پر محروم رکھا گیا ہے۔ اُس نے مشرقی پاکستان کے علیٰحدہ اقتصادی نظام کا مطالبہ کر دیا۔ اُس نے عوامی لیگ کا چھ نکاتی منشور پیش کیا۔ ملک کی دیگر جماعتوں نے شیخ مجیب الرحمٰن کی تجاویز کو رد کر دیا۔ اُس نے بھارت کے ساتھ خفیہ تعلقات جوڑنے شروع کر دیئے۔ آل انڈیا ریڈیو نے اپنے پروگراموں کے ذریعے بنگالیوں کے دلوں میں مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف نفرت پیدا کر دی۔

(vii) ہندو اساتذہ کا کردار:

مشرقی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں ہندو اساتذہ کی ایک کثیر تعداد پڑھا رہی تھی۔ اُنھوں نے ایسا ادب اور لٹریچر تیار کیا جس کی بدولت بنگالیوں کے ذہنوں میں مغربی پاکستان کے عوام کے خلاف منفی جذبات اور خیالات پروان چڑھے۔

(viii) بین الاقوامی سازشیں:

مشرقی پاکستان میں تقریباً دس ملین (ایک کروڑ) ہندو اقلیت آباد تھی۔ ہندوؤں کے مفادات کے تحفظ کے لیے بھارت اُن کی پُشت پناہی کرتا تھا۔ بھارت مشرقی پاکستان کو علیٰحدہ کرنا چاہتا تھا تا کہ ہندوؤں کی معاشی اور اقتصادی حیثیت

مزید مستحکم ہو سکے۔ بے شمار ہندو بھارت کے لیے جاسوسی کرتے تھے۔ روس بھی پاکستان مخالف تھا۔ کیونکہ پاکستان نے امریکہ کو اپنے ہاں فوجی اڈے قائم کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ دوسری جانب خود امریکہ بھی مشرقی پاکستان کی علیحدگی چاہتا تھا۔ اِن حالات میں روس نے پاکستان پر بھارت کے حملے اور جارحیت کی کھل کر حمایت کی۔

(ix) 1970ء کے انتخابات میں شیخ مجیب کی اکثریت:

1970ء کے عام انتخابات میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان میں واضح اکثریت اور برتری حاصل کرلی اور 169 نشستوں میں سے 167 پر کامیابی حاصل کرلی۔ انتخابات میں اکثریت حاصل ہونے کے بعد شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنے مطالبات میں اضافہ کرنا شروع کر دیا لیکن اُس وقت کے فوجی حکمرانوں نے اِن مطالبات کو نظر انداز کر دیا۔

(x) مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی:

دسمبر 1970ء کے عام انتخابات کے بعد مشرقی پاکستان میں امن وامان کی صورتِ حال بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ اس صورت حال کا سیاسی حل ڈھونڈنے کی بجائے اُس وقت کی فوجی حکومت نے عوامی لیگ کو کچلنے کا فیصلہ کیا۔ جنرل یحییٰ خان نے عوامی لیگ کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا اور عوامی لیگ کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی۔ اس نے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو مزید ہوا دی۔ عوامی لیگ کی علیحدگی کی تحریک کے خلاف فوج نے کارروائی شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں بنگالیوں میں زبردست نفرت پیدا ہوگئی اور اُنھوں نے بھی مسلّح جدوجہد شروع کر دی۔

(xi) بھارت کا حملہ:

فوجی کاروائی کے نتیجے میں عوامی لیگ کے رہنما اور بنگالیوں کی ایک کثیر تعداد بھارت فرار ہوگئی۔ بھارت نے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت شروع کر دی۔ بھارت نے یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ مشرقی پاکستان کے لاکھوں پناہ گزینوں کی وجہ سے اُس کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کو بھارت نے اپنے اوپر حملہ قرار دیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے مکتی باہنی (آزادی کی فوج) کے نام سے ایک نیم فوجی دستہ ترتیب دیا تھا۔ اس دستے نے پاکستانی فوج کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کر دیا۔ اِس کی حمایت میں بھارت نے بھی پاکستانی فوج پر حملے شروع کر دیے۔ 3 دسمبر 1971ء کو پاکستان اور بھارت کے درمیان باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوگیا۔ اندرونِ ملک عوام کی حمایت نہ ہونے اور رسد اور ملک کے انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے 16 دسمبر 1971ء کو پاکستان کی فوج نے بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ جبکہ مغربی پاکستان کے محاذ پر بغیر کسی بڑے حملے کے جنگ بند کر دی گئی۔ 16 دسمبر کو مشرقی پاکستان

''بنگلہ دیش'' کے طور پر ایک آزاد ملک بن گیا۔

7۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنا:

دنیا کے اکثر ممالک نے بنگلہ دیش کو فوراً ہی ایک آزاد و خود مختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا لیکن مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور بنگلہ دیش کے قیام سے مغربی پاکستان کے محبّ وطن عوام کو شدید صدمہ پہنچا۔ وہ اِس کو پاکستان کے لیے عظیم المیہ تصور کر رہے تھے اور اِس سے پاکستان کی وحدت اور اتحاد کو شدید دھچکہ پہنچا تھا۔ تاہم 22 فروری تا 24 فروری 1974ء کو لاہور میں دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں مسلم ریاستوں کے تقریباً چالیس وفود نے شرکت کی۔ یہ پاکستان کے لیے ایک بہت بڑا موقع تھا۔ اپنے بہت سے اعلیٰ مرتبت سربراہانِ مملکت پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا اسلامی اخوت، دوستی اور بھائی چارے کے اثر انگیز مناظر نظر آئے۔ اس سربراہی کانفرنس میں مسلم دنیا کو درپیش تمام مسائل زیرِ بحث آئے۔ مشرقِ وسطیٰ کا مسئلہ بہت تفصیل سے زیرِ بحث آیا۔ اخوت اور بھائی چارے کے جذبات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بنگلہ دیش کو بھی اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر پاکستان نے بنگلہ دیش کو بطور آزاد ریاست تسلیم کر لیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن کو سربراہ کانفرنس میں خوش آمدید کہا گیا۔

8۔ پاکستان کی ترقی و خوشحالی میں ہمارا کردار:

پاکستان ایک عطیہ خداوندی ہے۔ اس کا استحکام اور خوشحالی تمام پاکستانیوں کی ذمہ داری ہے۔ پاکستان مخالف عناصر اور قوتیں بحیثیت ملک پاکستان کو اور بحیثیت قوم مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپہ ہیں۔ اِن حالات میں ہماری ذمّہ داریاں ہمہ جہتی ہیں۔ پاکستان کے استحکام اور خوشحالی کے لیے ہمارا کردار حسبِ ذیل ہونا چاہیے:

(i) ہمیں سخت محنت سے کام کرنا چاہیے اور قومی نشو و نما اور فروغ کے تمام شعبوں میں ترقی کرنی چاہیے تاکہ ملک خوشحال اور معاشی طور پر آزاد ہو۔

(ii) ہمیں لسانیت اور علاقائیت سے بلند ہو کر سوچنا چاہیے۔

(iii) ہمیں اپنے قول و فعل سے پاکستان سے محبت اور حب الوطنی کا اظہار کرنا چاہیے۔

(iv) ہمیں اپنی نوجوان (نئی) نسل کو تعلیم یافتہ بنانا چاہیے اور ملک کے دور دراز علاقوں اور کونے کونے تک تعلیم کو پھیلا دینا چاہیے کیونکہ لوگوں میں شعور بیدار کرنے کے لیے تعلیم واحد ذریعہ ہے۔

(v) ہمیں خود انحصار ہونے کی کوشش کرنے چاہیے اور غیروں سے بھاری قرضے اور امداد لینے سے پرہیز

کرنا چاہیے۔ یہ صرف سخت محنت اور جانفشانی سے ہی ممکن ہے۔

(vi) ہمیں ایسا نظامِ حکومت تشکیل دینا چاہیے جو معاشرتی عدل و انصاف اور اخوت پر مبنی ہو۔ تمام برائیوں، بدعنوانیوں اور بے ایمانیوں سے بچنا چاہیے۔

(vii) بطورِ پاکستانی ہمیں فخر محسوس کرنا چاہیے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ کسی ملک کے لیے آئین یا دستور کیوں ضروری ہے؟

2۔ قراردادِ مقاصد کے اہم خدوخال کیا ہیں؟

3۔ 1956ء کے آئین کے امتیازی خدوخال بیان کیجیے۔

4۔ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان سے کیوں علیحدہ ہوا؟

5۔ ملک میں خوشحالی لانے کے لیے پاکستانیوں کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔

6۔ 1973ء کے آئین کے اہم نکات تحریر کیجیے۔

(ب) خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

(i) ابتدائی انسان چھوٹی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اکائیوں میں رہتا تھا۔

(ii) اپنے قیام کے فوراً بعد پاکستان کو ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی ضرورت تھی۔

(iii) 1956ء کے آئین کے ابتدائیہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(iv) تقریباً۔۔۔۔۔۔۔سربراہانِ مسلم ریاستوں نے دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔

(v) پاکستان نے۔۔۔۔۔۔۔سربراہ کانفرنس کے دوران بنگلہ دیش کو تسلیم کیا۔

(vi) 1973ء کے آئین کی بنیاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر رکھی گئی ہے۔

(vii) پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔نے توڑ دی تھی۔

(viii) پاکستان کے تینوں آئینوں میں یہ کہا گیا ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ اور حاکمیتِ اعلیٰ۔۔۔۔۔۔۔کے پاس ہے۔